www.wadi-e-urdu.com

عزیز جبران انصاری

# محترم ابنِ صفی

انتہائی مخدوش حالات اور پابندیوں کے دور میں جاسوسی ادب تخلیق کرنے والی ہستی، جس کو اپنے جائز حق کا عشرِ عشیر بھی نہ مل سکا۔ اس عظیم مصنف کے بارے میں جناب عزیز جبران انصاری کے تاثرات جس کی ہر کتاب بیسٹ سیلر ہوتی تھی

اس ہفتے ۲۶ جولائی کو ابنِ صفی مرحوم کی برسی کا دن ہے۔ یہ اس شخص کی برسی کا دن ہے جسے پڑھنے والوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچتی ہے۔ جس کی ہر کتاب بیسٹ سیلر ہوتی تھی اور جس کی بیسٹ سیلرز کی تعداد تین سو سے تجاوز کرتی ہے۔ جس نے تن تنہا اردو داں طبقے کو کئی عشروں تک صحت مند تفریحی ادب فراہم کیا جس نے اگاتھا کرسٹی کے مقابلے میں انتہائی مخدوش حالات اور پابندیوں میں جاسوسی ادب تخلیق کیا اور جس کو اپنے جائز حق کا عشرِ عشیر بھی نہ مل سکا۔ جس کے نام سے ملتا جلتا نام رکھ کر اور جس کے تخلیق کردہ کرداروں کو چوری کر کے بیسیوں افراد نے لاکھوں کمائے اور سینہ تان کر چلتے رہے... اور اس فنکار کو تاحیات ذہنی اذیت کی صلیب پر ٹانگے رکھا۔ جاسوسی ادب کی الف لیلیٰ لکھنے والا یہ شخص عوام الناس میں امیر خسرو اور نذیر اکبر آبادی کی طرح دلپسند تھا جس کے لیے اس ملک میں کوئی اخبار، کوئی رسالہ، کوئی ریڈیو، کوئی ٹی۔ وی کوئی یادش بخیر ایگزسٹ نہیں کرتا تھا۔ جس کی حیرت زدہ آنکھوں کی قسمت میں بے شمار "ابوصفی، این صفی" یہ صفی اور وہ صفی دیکھنا لکھا تھا۔ جس نے اپنے تخلیق کردہ کرداروں کو ہائی جیک ہوتے، انغوا ہوتے اور ادبی و غیر ادبی بیگار کیمپوں میں جبری مشقت کرتے ہوئے اپنی پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھا۔ جس نے ادیبوں کی بے حسی اور ادبی غنڈوں کی سرکشی دونوں برداشت کیں۔

اردو زبان پر ابنِ صفی کا یہ احسان ہے کہ اس نے ایسے لوگوں کو بھی اردو پڑھا دی جو عام حالات میں پڑھنا گوارا نہیں کرتے۔ ثقہ قسم کے تنے ہوئے بھڑوں والے ادیبوں پر بھی اس شخص کے بے شمار احسانات ہیں۔ سنجیدہ اور مقصدی ادب تخلیق کرنے والوں کو یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ ان کے زیادہ تر قاری وہی لوگ ہوتے ہیں جو صحت مند تفریحی ادب سے گزر کر ان تک پہنچتے ہیں۔

آج ابنِ صفی کی یاد منائی جائے یا نہ منائی جائے۔ اسے تسلیم کیا جائے یا نہ کیا جائے کاپی رائٹ کا تحفظ اسے فراہم کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ یہ سب کچھ آج ابنِ صفی کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ وہ آج ہم میں نہیں ہے اور ان باتوں سے بے نیاز ہو چکا ہے۔ آج کا دن اس لیے بھی اہم ہے کہ آج اُن لوگوں کے حقوق کی برسی کا دن ہے جنھوں نے لکھنے کا پیشہ اختیار کیا۔ ۲۶ جولائی کو ہم یوم بے حسی کے طور پر بھی منا سکتے ہیں۔ آج کا دن خصوصی دن

کے طور پر بھی منایا جا سکتا ہے۔

ایشیا کا عظیم جاسوسی ناول نگار ابن صفی بی۔ اے جس کا اصل نام اسرار احمد تھا ۲۶ جولائی ۸۰ء کو اپنے کروڑوں قارئین اور مداحوں کو اداس و غم زدہ چھوڑ کر جنت الفردوس سدھار گیا تھا۔ آج بھی ۲۶ جولائی ہے آج پھر پرانے زخم ہرے ہو گئے۔

آج پھر اس عظیم مصنف اور عزیز دوست کی یاد بڑی شدت سے آ رہی ہے۔ بلاشبہ وہ میرا ہی نہیں مجھ جیسے پڑھنے والے کروڑوں کا دل پسند مصنف تھا۔ وہ جتنا اچھا لکھنے والا تھا اتنا ہی اچھا دوست اور انسانیت کا دلدادہ تھا۔ وہ کٹر مذہبی انسان بھی تھا۔ اپنے نظریات میں کسی مصلحت اور سمجھوتے کا قائل نہیں تھا۔ اسے نام و نمود سے بھی نفرت تھی۔ اس نے پبلسٹی کا کبھی سہارا نہیں لیا بلکہ عام طور پر تقریبات سے بھی گریز ہی کرتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ نام و نمود کی بجائے ہر شخص کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں۔ اس کی اپنی ذمہ داریاں قارئین کو صاف ستھری تفریح بہم پہنچانا تھیں اور آخر وقت تک وہ اپنی ذمہ داری پوری دیانتداری سے ادا کرتا رہا۔ اس نے ایسے وقت میں قلم اٹھایا اور ایسا میدان منتخب کیا جو اہلِ ادب کے نزدیک "سستی ادب" تھا۔ وہ اس صنفِ ادب کو انتہائی حقارت سے دیکھتے تھے بلکہ اسے صنفِ ادب میں شمار ہی نہیں کرتے تھے لیکن ابن صفی نے اسی سستی ادب میں وہ گل بوٹے اگائے کہ اردو ادب میں ان کی خوشبو ہمیشہ دلوں کو معطر کرتی رہے گی۔ ابن صفی نے ایسے وقت میں لکھنا شروع کیا جب اردو ادب میں عریانی اور جنسی کج روی کی داستانیں اپنے عہد کو اخلاقی باختہ کر رہی تھیں اور ہمارے ادیب و شاعر چند سکوں کی خاطر پوری نسل کو تباہی کی طرف لے جا رہے تھے۔ ایسے وقت میں ابن صفی نے پراگندہ اذہان کو ہلکی پھلکی تفریحی کہانیوں کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور مذہبی اقدار کا درس اس لطیف انداز میں دیا کہ حیرت ہوتی ہے۔ ابن صفی نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے واعظ نہ کر سکے۔ مرحوم نے اشتراکیت، جاگیرداری، سرمایہ داری اور لادینیت کے خلاف اتنے موثر انداز میں لکھا کہ عقل حیران ہے۔ انہوں نے اپنے جاسوسی ناولوں میں اپنے کرداروں کے ذریعے صحیح اسلامی فکر کو انتہائی شگفتہ اور دلنشیں انداز میں پیش کیا۔

ابن صفی مرحوم انٹرویوز وغیرہ دینے سے کتراتے تھے اور اسے محض نام و نمود تصور کرتے تھے لیکن میں نے اصرار کے ساتھ یہ انٹرویو کیا تھا جو ۱۹۷۹ء میں شائع ہو چکا تھا۔ آج پرانی یادوں کو تازہ کرنے کے لئے پھر اسے اپنے صفحات کی زینت بنا رہے ہیں۔

س:۔ شعر کہنے یا نثر لکھنے کی ابتدا کس طرح ہوئی؟

ج:۔ بس ہو گئی تھی۔ ابتدا کس طرح ہوئی خود آج تک میری سمجھ میں بھی نہیں آسکا کہ کیوں شعر کہنے لگا یا نثر کیوں لکھنی شروع کی تھی۔ غالباً ذریعۂ اظہار کی طرف سے بے اطمینانی ہر فیلڈ میں گھسیٹتی پھرتی ہے۔

س:۔ نثر / شاعری میں کس سے رہنمائی حاصل کی۔

ج: اپنے طالب علمی کے زمانے میں ہر اچھے شعر گو کا کلام پڑھا۔ ہر اچھے کہانی نویس کو پڑھا۔ یاد پڑتا ہے کہ ابتدا میں دو غزلوں پر اپنے ماموں حضرت نوح ناروی سے اصلاح لی تھی۔ پھر ہائی اسکول میں میرے اردو کے استاد حضرت محمد متین شمسی تھے۔ ان سے بھی ایک نظم پر اصلاح لی تھی۔ پہلے افسانے پر اصلاح لی تھی، بھارت کے مشہور فلمی کہانی نویس بھائی کامل رشید مرحوم سے۔ اس کے بعد پھر میں کالج میں پہنچنے پر اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر کبھی کسی سے رائے نہیں لی۔ وہ سر پھرے "طغرل فرغان" کا زمانہ تھا۔ اس قلمی نام سے متعدد طنزیہ مضامین اور افسانے لکھے تھے۔

س:۔ ادب کو گروہ بندی سے کیا فائدہ یا نقصان پہنچا؟

ج:۔ بس کیا عرض کروں نقصان ہی نقصان پہنچا۔

س:۔ "ترقی پسندوں نے ادب میں گرانقدر اضافہ کیا ہے اور نئی سمتیں دکھائی ہیں"۔ آپ اس خیال سے کہاں تک اتفاق کرتے ہیں۔

ج:۔ بلاشبہ ترقی پسندوں نے ادب میں گرانقدر اضافے کیے ہیں، بے حد وقیع سرمایہ چھوڑا ہے البتہ ان کے سیاسی افکار سے کم از کم مسلمان متفق نہیں ہو سکتے۔

س:۔ اسلامی ذہن رکھنے والے ادیب و شاعر دنیائے ادب میں کوئی نمایاں مقام حاصل کیوں نہیں کر سکتے؟

ج:۔ یہ کہنا غلط ہے کہ اسلامی ذہن رکھنے والے ادیب دنیائے ادب میں کوئی نمایاں مقام حاصل نہیں کر سکتے۔ اقبال سے بڑا کس کا مقام ہے اور نام بھی گنوا سکتا ہوں۔ پروفیسر حسن عسکری کس سے ہیٹے تھے یا سلیم احمد اور شمیم احمد کس سے کم ہیں؟

س:۔ اردو ادب میں اسلامی اقدار کا پودا اتنا ور درخت کیوں نہیں بن سکا۔ اس کی جڑیں ترقی پسندوں نے کاٹیں یا اسلام کے پرستاروں نے؟

ج:۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جو تعلیم ہم نے حاصل کی اس کی

www.wadi-urdu.com - zest70pk@gmail.com

پلاننگ برطانیہ میں ہوئی تھی۔ دُنیا بھر کے اَلا بلا قسم کے افکار ہمارے ذہنوں میں ٹھونسے گئے۔ ذہین آدمیوں کو ان افکار اور اسلامی افکار میں شدید تضاد نظر آیا۔ کچھ بہک گئے اور کچھ کو سر سید گروپ نے سہارا دے کر بے راہ روی کی طرف نہیں جانے دیا۔ بہر حال دو طرح کے ذہن پیدا ہوئے۔ ایک قسم ان کی تھی جو مذہبی اور اخلاقی اقدار کو اضافی سمجھنے لگے اور دوسری قسم سر سید گروپ کی تربیت یافتہ تھی۔ بہر حال دہریت اور اسلام کے مابین ٹھن گئی۔ ایک گروپ نے نیاز فتح پوری جیسے لوگ پیدا کیے اور دوسرے نے اقبال اور علی برادران جیسی ہستیوں کو جنم دیا۔ آخر اسلام کے تناور درخت کی جڑیں کسی کے بھی کام نہ آئیں۔ معدودے چند لوگ ہیں جنھیں اسلام کا صحیح عرفان ہے۔ باقی خیریت ہے۔

س:۔ تفریحی ادب اور مقصدی ادب کے بارے میں کچھ وضاحت فرمائیں۔ کیا ادب کو ان خانوں میں بانٹنا درست ہے؟

ج:۔ تفریح بجائے خود ایک مقصد ہے لہٰذا اس فضول بحث میں نہ پڑیے۔

س:۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ادب صرف ادب ہے، نہ مقصدی نہ تفریحی۔ آپ کا خیال کیا ہے؟

ج:۔ ان لوگوں کے بارے میں اپنی رائے محفوظ رکھنا ہی زیادہ بہتر سمجھتا ہوں۔

س:۔ اسلام اور نظریۂ پاکستان سے اتفاق نہ رکھنے والے ادیبوں، شاعروں کو کیا پاکستانی کہلانے کا حق پہنچتا ہے؟ کیا حکومتِ پاکستان کو ان کی شہریت برقرار رکھنی چاہیے؟

ج:۔ میرا خیال ہے کہ نہیں لیکن ہم انھیں ذہنی سمجھ لیں گے۔ شہریت سے کیوں محروم کیا جائے کہ اللہ کی زمین تو ان کے لیے بھی ہے جو اُس کے وجود کے مُنکر ہیں۔ وہ خود ہی اعمال کی جزا یا سزا دے گا۔ ہمیں اس سلسلے میں بور ہونے کی ضرورت نہیں۔

س:۔ ایک ادیب یا شاعر کی نگارشات کو اس کی ذات سے علیحدہ کر کے دیکھنا کہاں تک درست ہے؟

ج:۔ میں نہیں جانتا۔ بے حد بور سوال ہے۔ میں نے آج تک اس پر غور نہیں کیا۔

س:۔ ناقدینِ ادب کا فرمان ہے کہ ہر ادب اپنے معاشرے کا عکاس ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارا ادب زلف و رخسار، جام و مینا، بوالہوسی و ہوس ناکی کی تصویریں پیش کرتا ہے اور جواز یہ ہے کہ ؎

بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

آپ کا کیا خیال ہے؟

ج:۔ بھائی صاحب کیا معاشرہ بوالہوسی سے پاک ہے؟ ہم خود ذاتی طور پر کیسے ہیں؟ ہم اپنی عکاسی کریں گے یا معاشرے کی۔

س:۔ کیا ادیب صرف حقیقت نگار ہوتا ہے یا معاشرے کی اصلاح اور تعمیر کے سلسلے میں بھی کوئی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے؟

ج:۔ ادیب یا شاعر ایک ذمہ دار فرد ہوتا ہے۔ ہر طرح کی قومی اور ملی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا اس کے فرائض میں بھی شامل ہوتا ہے۔

س:۔ کیا وجہ ہے کہ ادیبوں یا شاعروں کی ازدواجی زندگی زیادہ خوشگوار نہیں ہوتی؟

ج:۔ آپ کے اس سوال کے جواب میں صرف ایک شعر پر اکتفا کروں گا ؎

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
مرد کا اعتبار کھوتی ہے

ہمارے ادیب یا شاعر ہنری فورڈ یا راک فیلر نہیں ہیں۔

س:۔ بقول سید عبداللہ، پاکستان میں ایسے ادیبوں کی کمی نہیں جو پاکستانی نظریۂ قومیت کے قائل ہیں لیکن منظم نہیں اور سہل انگار بھی۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا ان کا یہ کہنا درست ہے؟ اس کا کیا علاج آپ تجویز کرتے ہیں؟

ج:۔ مجھے علم نہیں کہ ڈاکٹر سید عبداللہ نے اس سلسلے میں اور کیا کہا تھا، اس لیے اس پر کوئی رائے نہیں دے سکتا۔ علاج یہی ہے کہ تنظیم کی جائے۔

س:۔ کیا آپ کا کوئی مجموعۂ کلام بھی شائع ہوا ہے؟

ج:۔ جی نہیں۔ تصانیف تین سو کے قریب پہنچنے والی ہیں۔

س:۔ مختصر سوانح...؟

ج:۔ قصبہ نارہ ضلع الہ آباد کے ایک متوسط زمین دار گھرانے میں پیدا ہوا۔ اب تک تو زندہ ہوں اور بس اس سلسلے میں بھی اپنے ہی ایک شعر پر گزارہ کرتا ہوں۔ سُنیے ؎

کبھی شبنم کبھی آنسو کبھی بنتا ہے گہر
قطرہ بے تاب ہے اس درجہ بلند رکھنے کے لیے

مختصر ترین سوانح حیات یہی ہے۔

(بشکریہ۔ ڈیلی کلیم سکھر بندہ)